تقریر

تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت5-7منٹ

استاذی المکرم حضرت سید میر داؤد احمد صاحب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ○ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ○فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ○وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ○(الفجر:28-31)

کہ اے نفسِ مطمئنہ! اپنے ربّ کی طرف لَوٹ جا، راضی رہتے ہوئے اور رضا پاتے ہوئے۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

معزز سامعین! آج مجھے اپنے مرحوم استاذ المحترم حضرت سید میر داؤد احمد صاحب کی سیرت اور خصائص پر روشنی ڈالنی ہے۔

آپ کے خصائص اور شمائل بیان کرنے سے قبل مجھے ایک حدیث یاد آ رہی ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بہترین لیڈرز اور امراء وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم اُن کے لئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دُعا کرتے ہیں۔
اُستاد اُن شخصیات میں سے ایک ہے جن پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان پورا اُترتا دکھائی دیتا ہے۔ آج دنیا میں پھیلے محترم سیّد میر داؤد احمد صاحب کے سینکڑوں شاگرد آپ سے اب بھی جب کہ آپ کی وفات کو 50 سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے محبت کرتے ہیں اور آپ اور آپ کے فیملی ممبرز کے لئے دعا گو بھی رہتے ہیں کیونکہ مکرم میر صاحب مرحوم و مغفور نے ہم شاگردوں سے جہاں پَل پَل محبت کی وہاں اپنی شب و روز کی دعاؤں سے نہ صرف ہمیں سینچا بلکہ ہمیں دعاؤں کے آداب اور طریق بھی سکھلائے جیسے مجھے اب بھی یاد ہے کہ استاذی المحترم نے رمضان میں افطاری کے وقت دعائیں کرنے کی طرف ہم طلبہ کو راغب کیا۔ آپ نے اپنی دعاؤں، اپنے اعمال اور تدریسی تعلیم سے ہم طلبہ کو ایسا سنوارا کہ ہم میں ہر ایک یہ کہنے پر مجبور ہے کہ

جہاں جہاں ہے مری دُشمنی، سبَب مَیں ہوں
جہاں جہاں ہے میرا احترام، تم سے ہے

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی زمانہ کے الہام ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصِّھْرَ وَالنَّسَبَ'' کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے سُسرال اور باپ دادوں دونوں طرف سے تجھے (یعنی حضرت مسیح موعودؑ کو) نجیب الطرفین بنایا۔ کے مطابق حضرت سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم، آپ علیہ السلام کے اِس صِہری شجرہ کی ایک شاخ تھے۔ آپ، حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کے فرزندِ اکبر اور حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کے پوتے تھے جن کی دُخترِ نیک اختر حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ الٰہی بشارتوں کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقد میں آئیں۔
آپ ایک صدی قبل 12 اگست 1924ء کو حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کے مکان ''الصفہ'' قادیان میں پیدا ہوئے جہاں اُس وقت آپ کے والدِ محترم رہائش پذیر تھے۔ آپ کی پیدائش کی اطلاع حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو 1924ء کے تاریخی سفر یورپ کے دوران اُس وقت ملی جب آپؓ ''بیت المقدس'' میں مقیم تھے۔ حضورؓ نے جواب میں مبارکباد کا تار بھجوایا اور لکھا ''بچے کا نام محمد داؤد رکھا جائے''

(الفضل 21 اگست 1924ء)

مکرمہ سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہؓ دُختر حضرت میر محمد اسحاق صاحب فرماتی ہیں کہ حضورؓ نے آپ کا نام "محمد داؤد" رکھا جسے بدلنے کا سوال نہ تھا مگر میری خواہش تھی کہ نام "داؤد احمد" ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری خواہش یوں پوری کر دی کہ حضورؓ ایک سفر سے واپسی پر ہم سب کے لئے تحفے لائے اور داؤد احمد کے تحفہ پر لکھا ہوا تھا۔ "داؤد احمد کے لئے" پس اس کے بعد مَیں نے داؤد احمد کہنا شروع کر دیا۔

(سیرت داؤد صفحہ 19)

سامعین! موٴرخین نے لکھا ہے کہ آپ نے اپنی والدہ محترمہ کے علاوہ حضرت مریم بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت پیر مظہر الحقؓ سے بھی دودھ پیا۔ آپ نے قرآن سادہ اور ترجمہ اپنے والدین سے پڑھا۔ حدیث کا علم اپنے والدِ مکرم حضرت میر محمد اسحاقؓ سے ورثہ میں ملا۔ گھر میں قرآن و احادیث کے درس، نمازوں کی باجماعت ادائیگی حتّٰی کہ بعض دفعہ نماز تراویح بھی ادا ہوتیں۔ یوں آپ کے علم میں اضافہ ہوا اور قرآن کا اکثر حصہ حفظ کر لیا۔ آپ کو قرآن کے ساتھ عشق کی حد تک پیار تھا۔ آپ صبح نماز فجر کے بعد قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کرتے اور گھر میں بچوں سے بھی تلاوتِ قرآن کرواتے اور ان کی نگرانی بھی کیا کرتے۔ رمضان میں نماز ظہر کے بعد مسجد مبارک میں ایک پارے کا روزانہ درس ہوتا۔ آپ اُس میں سالہا سال باقاعدگی سے شامل ہوتے رہے۔ خاکسار نے خود دیکھا کہ آپ جہاں درس میں شامل ہوتے وہاں جامعہ کے طلبہ کی نگرانی بھی کرتے۔ اگر دورانِ درس کوئی سو رہا ہوتا یا باتیں کرتا تو خاموشی سے منع فرماتے حتّٰی کہ مَیں نے دیکھا کہ چھوٹے سے کاغذ پر ہدایت لکھ کر اُس متعلقہ طالب علم کی طرف بھجوا کر اُسے توجہ دلاتے۔

آپ نے صحابہؓ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا جیسے حضرت مولوی محمد دین صاحب، حضرت صوفی غلام محمد صاحب۔ آپ بہت ذہین و فطین اور محنتی طالب علم تھے۔ کھیلوں میں بیڈ منٹن کے شوقین تھے اور ایک اچھے کھلاڑی تھے۔ شکار کے بھی شوقین تھے۔ تیراکی اور کَشتی رانی کا بھی شوق تھا اور بڑے شوق سے دریا اور نہر پر پکنک منانے کے لئے جاتے۔

سامعین! آپ کو عین جوانی کے عالَم میں اپنے والدِ مکرم کی وفات کا صدقہ برداشت کرنا پڑا جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنی کفالت میں لے لیا جس کا ذکر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) نے یوں فرمایا کہ:

"حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی کفالت اور توجہ کے باعث میر داؤد احمد صاحب میں ایک نمایاں تبدیلی واقع ہوئی اور آپ جماعتی کاموں کی طرف زیادہ متوجہ ہوئے۔"

(سیرت داؤد صفحہ 25)

سامعین! حضورؓ نے اپنی صاحبزادی امۃ الباسط بیگم صاحبہ کے نکاح کا اعلان 30 مارچ 1945ء کو مجلس مشاورت کے موقع پر بعد نماز جمعہ مسجد نور قادیان میں آپ کے ساتھ کیا۔ حضورؓ نے اِس بیٹی کے ساتھ اپنے تین بیٹوں کے بھی نکاح کا اعلان فرمایا۔ جس پر حضورؓ نے فرمایا کہ یوں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس قول کو پورا کرنے کے لئے کیا۔ کیونکہ ان میں سے تین کی والدہ وفات پا چکی ہیں۔

غموں کا ایک دن اور چار شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

آپ کی، محترمہ صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ سے درج ذیل اولاد ہوئی۔

1۔ مکرمہ سیّدہ امۃ المصور احمد صاحبہ زوجہ مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب۔ امریکہ

2۔ مکرم سید میر قمر سلیمان احمد صاحب

3۔ مکرمہ سیّدہ امۃ الواسع ندرت صاحبہ زوجہ مکرم مرزا مظفر احمد صاحب

4۔ مکرمہ سیّدہ امۃ الناصر نصرت صاحبہ زوجہ مکرم مرزا غلام قادر صاحب شہید

پارٹیشن پر لاہور پہنچتے ہی حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر آپ نے تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ بعد ازاں فرقان فورس میں بڑے جذبے اور جوش سے حصہ لیا۔ آپ نے 20 سال کی عمر میں 22 مئی 1944ء کو زندگی وقف کی۔ وقفِ زندگی کے بعد عملی زندگی میں اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کے تحت دینی تعلیم تدریس کے جوہر آپ پر کھلے۔ آپ جامعۃُ المبشرین کی ہر کلاس میں اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوتے رہے۔ تقریر و تحریر بھی نمایاں تھی۔ آپ بہت زیرک، ہوشیار اور ذہین وفطین طالب علم تھے۔

جامعۃ المبشرین سے فارغ ہونے کے بعد تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کے مختلف شعبہ جات اور دفاتر میں خدمات کی توفیق ملی۔ آپ نہایت صائب الرائے اور آپ کے مشورے بڑے ٹھوس دلائل اور حقائق پر مبنی ہوتے۔ جامعۃُ المبشرین میں تعلیم کے دوران ہی آپ کو مجلس شوریٰ میں نمائندگی کا اعزاز حاصل ہو چکا تھا جو تادم وفات جاری رہا۔ اس دوران سب کمیٹیز کے ممبران اور بعض اوقات سیکرٹری کمیٹی کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے نام واقفین زندگی کی طرف سے ایک خط لکھا جس میں یہ شعر بھی درج تھا۔

اگر ہر بال ہو جائے سُخن ور

تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

آپ مجلس افتاء کے بھی ممبر رہے۔ آپ کو اپریل 1935ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہمراہ انگلستان جانے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے حضورؓ کے ارشاد پر ڈیڑھ سال کا عرصہ برطانیہ میں اعلیٰ تعلیم کے حصول اور دینی خدمات بجالانے میں گزارا۔ آپ وہاں اعزازی مبلغ کے طور خدمت بجالاتے رہے۔

سامعین! 1957ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے جامعۃُ المبشرین کا جامعہ احمدیہ کے ساتھ الحاق کر کے ایک ادارہ بنا دیا تو آپ کو اِس کا پرنسپل مقرر فرمایا۔ جس کے تادم وفات آپ سربراہ رہے۔ یہ عرصہ 16 سال کا بنتا ہے۔ اِسی دوران جامعہ احمدیہ کی نئی عمارت تعمیر ہوئی اور جامعہ احمدیہ نے بہت ترقی کی۔ آپ ہی کے دَور میں ہوسٹل جامعہ احمدیہ اور مسجد حُسن اقبال کی تعمیر عمل میں آئی۔ نیز مجلہ الجامعہ کا اجراء بھی ہوا۔

خاکسار کو بھی عرصہ تین سال آپ کے دَورِ پرنسپل میں جامعہ میں تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل رہا۔ گو خاکسار نے آپ سے کوئی تدریس تو حاصل نہ کی لیکن بہت باریک بینی کے ساتھ آپ کی سیرت وشمائل کا مطالعہ کیا۔ آپ، طلبہ کو اپنے بچے سمجھتے ہوئے شفقت اور پیار سے سلوک کرتے۔ آپ بظاہر سخت طبیعت کے لگتے تھے مگر آپ کی طبیعت، احسان اور شفقت سے گندھی ہوئی تھی۔ آپ طلبہ کو زبان سے کم ہی نصیحت کرتے تھے۔ ہم طلبہ آپ کی آنکھوں اور ہاتھ کے اشارے کو سمجھتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ آپ عام دنوں میں مسجد مبارک اور جمعہ کے روز مسجد اقصیٰ کا ایک چکر لگا کر طلبہ کو دیکھتے تھے۔ طلبہ کے لباس اور چال ڈھال پر نگاہ ہوتی۔ مسجد میں کسی طالب علم کو تہبند پہننے کی جازت نہ تھی۔ پتلوں پہننے کی صورت میں شرٹ، پتلون کے اندر کرنے کی اجازت نہ تھی۔ ایک دفعہ ایک طالب علم نے پتلون کے اندر شرٹ کر رکھی تھی۔ آپ نے اُس طالبِ علم کو شرٹ باہر نکالنے کو کہا مگر طالبِ علم اِس کے لئے تیار نہ تھا۔ جب آپ نے اُس طالبِ علم کو مجبور کیا تو کیا دیکھا کہ اُس نے لمبا جُبّہ پہن کر پتلون کے اندر کر رکھا ہے۔ پوچھنے پر بتایا کہ میر صاحب! دھوبی کپڑے نہ لایا تھا اور پروگرام میں شامل بھی ہونا ضروری تھا۔ اس لئے پہن آیا۔ میر صاحب نے اُسے واپس ہوسٹل بھجوا دیا اور شام کو شلوار قمیص کا نیا جوڑا اُس طالبِ علم کو بھجوایا۔ ایک طالب علم تہبند کے ساتھ جب مسجد میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے آیا تھا تو آپ نے اُسے واپس بھجوا دیا۔ جب جامعہ میں یونیفارم لاگو ہوا تو کالے جوتے تسمے والے مقرر ہوئے جسے ہم بوٹ کہتے ہیں۔ خاکسار کو میرے والدِ محترم نے گرگابی خرید کرا بھی دی ہی تھی۔ مَیں نے میر صاحب سے عرض کی کہ ابھی نئے جوتے خریدے ہیں اور دوبارہ خریدنے کی سکت نہیں تو آپ نے مکرم پی ٹی آئی صاحب کو بلوا کر خاکسار کو نئے بوٹ خریدنے کا ارشاد فرمایا اور مجھے فرمایا۔ ڈسپلن، ڈسپلن ہے جسے ہر صورت میں قائم رکھنا ہے۔

سامعین! آپ طلبہ کی بہت نرمی اور باریک بینی کے ساتھ تربیت فرماتے۔ مَیں پہلے کہہ آیا ہوں کہ آپ زبان سے کم، ہاتھ اور آنکھ کے اشاروں سے تربیت زیادہ کرتے تھے۔ قلم کے ذریعہ تربیت کرتے۔ ہمارے ایک مرحوم کلاس فیلو بازار میں ٹوپی ہاتھ میں پکڑے گھوم رہے تھے۔ آپ جب پیچھے سے گزرنے لگے تو اپنی سائیکل آہستہ کر کے اُس کی ٹوپی ہاتھ سے پکڑ سر پر ڈال کر چل دیئے۔ ایک طالبِ علم میں کسرِ نفس پیدا کرنے کے لئے سرزنش یوں کی کہ اسٹور سے تکاری اور کسّی اپنے ہاتھوں سے نکال کر اُس طالب علم کو یہ کہتے ہوئے دی کہ کہ مَیں نے آتی دفعہ سڑک کے فلاح حصہ میں گھوڑے کی لید پڑی دیکھی ہے۔ وہ اچھی نہیں لگ رہی اُسے اٹھا دیں۔ طلبہ کے لئے بہترین سزا مسجد مبارک میں اعتکاف ہوا کرتا تھا۔ پھر کبھی کبھار اُن کے کھانے کا اہتمام بھی خود فرماتے۔

سامعین! طلبہ سے محبت اور نگرانی کا ایک واقعہ بیان کرکے آپ کی دیگر خدمات کی طرف بڑھتے ہیں۔ ایک سال پیدل سفر میں ہم 5 طلبہ پہلے ہی دن 70 میل کا سفر کرکے شاہ کوٹ پہنچ گئے۔ آپ کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ہم ایک دن میں اتنا لمبا فاصلہ طے کر لیں گے۔ ہم نے پورے 6 ماہ تیاری کر رکھی تھی۔ آپ اپنی گاڑی میں ہمیں تلاش کرتے رہے اور فکر مند بھی تھے۔ آپ نے شاہ کوٹ پہنچ کر مختلف جگہوں میں ہمیں تلاش کیا۔ گورنمنٹ کالج بھی گئے کیونکہ اُس رات جناب حنیف رامے وزیر اعلیٰ پنجاب کی آمد تھی۔ حتّٰی کہ ہمیں سینما گھر میں جا کر بھی چیک کیا۔ جب بسیار کوشش کے ہم نہ ملے تو واپس چلے گئے یہ کہتے ہوئے کہ اِس سے آگے نہیں جاسکتے۔ جب تیسرے دن پنڈی بھٹیاں کے قریب ہم سے ملاقات ہوئی تو ہم نے اپنے ساتھ بیتا ہوا واقعہ سنایا جس میں ہمیں دوسری بار زندگی ملی تھی تو بہت پریشانی کا اظہار کیا اور کینوں اور کیلوں کے ساتھ ہماری تواضع کی۔

پڑھایا جس نے اُس پر بھی کرم کر
جزا دے دین اور دنیا میں بہتر
رہِ تعلیم اک تو نے بتا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

سامعین! آپ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز بھی تھے۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمات سر انجام دیں جیسے مجلس خدام الاحمدیہ میں مہتمم مال، وقار عمل، خدمت خلق اور معتمد سے ترقی کرتے ہوئے 1960ء سے 1962 تک صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھی رہے۔ اپنی اِس صدارت کے دوران 1962ء میں مشرقی پاکستان حال بنگلہ دیش کا 10 دن کا دَورہ بھی فرمایا جو مجلس خدام احمدیہ کی مضبوطی اور بیداری کا موجب ہوا۔ آپ کی صدارت کا ایک اہم کارنامہ ایوانِ محمود کی بنیاد تھی۔ آپ کے سپرد جو اہم شعبے تھے اُن میں ایک افسر جلسہ سالانہ تھا۔ ہم نے آپ کو یہ خدمت بھی بجالاتے دیکھا ہے۔ نہایت مستعدی کے ساتھ اور جان جوکھوں میں ڈال کر اس خدمت میں رات دن مصروف رہتے تھے۔ اکرامِ ضیف اور مہمانوں کے آرام و دیکھ بھال کا خاص خیال رکھتے اور اپنے ماتحت خدمت بجالانے والے ناظمین و کارکنان کی بہت قدر کرتے اور پوری عزت دیتے تھے۔

سامعین! آپ کے ذمہ ایک خدمت ناظر خدمت درویشاں بھی رہی۔ قیامِ پاکستان کے بعد قادیان کے درویشان اور احمدیوں کی دیکھ بھال کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے صدر انجمن احمدیہ میں ایک نظارت کا اضافہ فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے 1966ء میں آپ کو ناظر خدمت درویشان مقرر فرمایا۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا دوبار پرائیویٹ سیکرٹری رہنے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ این سعادت بزور بازو نیست۔

ایک دفعہ آپ کو ایک خاص شعبہ کی سپردگی کی وجہ سے اضافی الاؤنس دینے کا فیصلہ ہوا۔ آپ نے فرمایا مجھے جو الاؤنس ملتا ہے وہ 24 گھنٹے یومیہ خدمت کا ہے۔ جو گزارہ مجھے مل رہا ہے یہ سلسلہ کا احسان ہے۔ اِس لئے میرے اضافی الاؤنس کا فیصلہ واپس لیا جائے۔

(سیرت داؤد صفحہ 125)

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کا المناک صدمہ برداشت نہ کر سکے اور بیمار رہنے لگے۔ بلڈ پریشر کی تکلیف ہوگئی تھی۔ 1973ء کے آغاز پر یہ تکلیف اتنی بڑھ گئی جو جان لیوا ثابت ہوئی۔ آپ علاج کی غرض سے پشاور اور راولپنڈی بھی بھجوائے گئے۔ ہر طرح کا علاج کروایا گیا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے آپ کی وفات سے دو تین روز قبل خطبہ جمعہ میں آپ کی بیماری کا ذکر کرکے آپ کے لیے احبابِ جماعت کو دُعا کی درخواست کی۔ حضور نے آپ کی خوبیوں کا تذکرہ یوں فرمایا:

”جو دوست کام کرتے ہوئے شہید ہو جاتے ہیں، وہ اپنے پیچھے نشان چھوڑ جاتے ہیں، جن کو خدا تعالیٰ زندہ رکھتا ہے۔ وہ اس کام میں پورے انہماک میں آگے بڑھ جاتے ہیں۔ کام کی اہمیت اور جو فریضہ ان کے سپرد کیا گیا ہے، اس کو آخری انجام تک پہنچانے کا احساس توجہ کے ہر گوشے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اس کی ان چیزوں یعنی بیماریوں اور اموات کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ یہی وہ اصل کام ہے، جسے یاد رکھنا اور جس کی خاطر ہر دکھ کو بھلا دینا چاہئے۔“

بالآخر 24 اور 25 اپریل کی نصف شب اپنے مولیٰ سے جا ملے۔ 25 اپریل بروز بدھ آپ کا جنازہ آپ کے گھر سے اُٹھایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے خود کندھا دیا اور بہشتی مقبرہ میں بعد نماز عصر حضور رحمہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قطعہ خاص میں تدفین عمل میں آئی۔

خوبیاں بھر دی تھیں مولیٰ نے دلِ داؤد میں
خادم محمود پہنچا خدمتِ محمود میں
سونپا ہے تمہیں خالق و مالک کی اماں میں
سوئے ہو یہاں آنکھ کھُلے باغِ جناں میں

سامعین! حضرت مولانا ابو العطاء صاحب نے آپ کی وفات پر اِس امر کا اظہار فرمایا کہ میر صاحب مرحوم پر ان عربی اشعار کا پورا پورا اطلاق ہوتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے وہ شخص! تیری ماں نے جب تجھے جنا تھا تو تُو رو رہا تھا اور لوگ تیرے ارد گرد ہنس رہے تھے۔ اب تیرے کوچ کرنے پر لوگ رو رہے ہیں اور تُو خوش و خرم خدا کی طرف جارہا ہے۔

سامعین! مَیں اپنی تقریر کا اختتام آپ کے چند اوصاف حمیدہ پر کرنا چاہوں گا۔ عبادتِ الٰہی، ذکر و فکر اور دُعا کا پہلو آپ میں نمایاں تھا۔ مسجد میں پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی کرتے، تہجد کی ادائیگی زندگی کا حصہ تھی۔ تلاوتِ قرآن پاک بڑے درد سے کرتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو اللہ تعالیٰ سے محبت کا واحد زینہ کہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑی محبت تھی۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سے کرید کرید کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق باتیں سنا کرتے تھے۔ خلفاء سے انتہاء درجہ سے ادب سے پیش آتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد اکثر کہا کرتے تھے کہ اب یہاں دل نہیں لگتا۔ یتامیٰ، غرباء، بنی نوع انسان، مخلوقِ خدا، جامعہ کے طلبہ سے حد سے زیادہ پیار کرتے۔ آپ اپنے لئے یہ دُعا کیا کرتے تھے۔ ہم اللہ کے حضور یہ اُمید رکھتے ہیں کہ یہ دعا آپ کے حق میں پوری ہو چکی ہو گی۔

”اللہ تعالیٰ میرا انجام بخیر کرے۔ مجھے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی سعادت عطا فرمائے اور اُن 70 ہزار امتیوں میں شامل فرمائے جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بے حساب بخشے جائیں گے۔“

(سیرت داؤد صفحہ 4)

اے خدا بر تربت او ابر رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

(کمپوزڈبائی: منہاس محمود۔ جرمنی)